

کسی تیمت پر یہ محسوس نہیں ہونے دے گی کہ وہ درستے درجے کے شہری ہیں۔“

اس سے اگلے باب میں مصنف نے بتایا ہے کہ اسلام نے سب سے پہلی مرتبہ عوام کی حاکیت اور حاکم کی مسئولیت تسلیم کی ہے بچہ اس باتے میں تاریخ کی مثالیں دے کر لکھا ہے کہ ان سے یہ بات اچھی طرح صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ عوام کی حاکیت اور بالادستی اور حاکم کی مسئولیت اور جواب دہی ایک اٹھی حقیقت اور مسلم امر ہے، جسے اگر اسلام کی روح کہا جائے تو نہ نظر ہو گا۔ ایسی روح جس پر اسلام کی عمارت اُستوار ہے:

لیکن یہاں مصنف مرحوم نے اس امر پر روشنی نہیں ڈالی کہ کیا ایک اسلامی جمہوریہ میں غیر مسلموں کو بھی اُنیٰ طرح ملکت کے قانون ساز اداروں کے لئے جو آئینی لحاظت سے اُس ملکت کے مرکز اقتدار اعلیٰ ہوتے ہیں، ووٹ دینے، اُن میں منتخب ہونے اور اُن کے باتاude ارکان بننے کا حق حاصل ہے، جیسے کہ مسلمانوں کو ہوتا ہے نیز یہ کہ بیانی حقوق میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہوگی اور قانونی، آئینی اور سیاسی طور پر دو نوں مکمل طور سے ایک ذریعہ پر ہوں گے، اور مذہب کی بنا پر مسلم اور غیر مسلم شہریوں میں حکومت کوئی امتیاز رکھا نہیں رکھے گی، — آج اس دوسری ایک سیکور رکھومت کے لیے لوازم ہیں، سیاسی اور آئینی لحاظ سے باقی اگر ایک نام کی سیکور رکھومت کے کرتا دھرتا اور اس کی نااسب اکثریت متعصب ہوگی، تو اُس سے روا داری اور غیر حاضر داری کی کیا توقع ہو سکتی ہے، اصل سوال آئینی اور سیاسی تحفظات کا ہے۔

مصنف مرحوم نے اس بارے میں کچھ نہیں لکھا کہ کیا ایسی سیکور رکھومت (اور ایسی حکومت ہی صحیح معنوں میں آئینی طور سے سیکور رکھی جاسکتی ہے) اسلامی بھی جائے گی، اور اس نظام کو ہم اسلامی سیکورزم کہہ سکتے ہیں؟

کتاب بڑی پُراز معلومات ہے۔ اور اسلامی جمہوریت کے موضوع میں مصنف مرحوم نے بہت کافی مواد جمع کر دیا ہے۔

کتاب مجدد ہے، کتابت و طباعت اوس طریقے کی ہے۔ قیمت ۹ روپے۔

اندادات مولانا عبد الحق شیخ الحدیث دارالعلوم حفاظہ،

دعوت حق : اکوڑہ خٹک (تحصیل نو شمہر)۔

منبع پشاور کی تحصیل نو شمہر میں اکوڑہ خٹک نامی ایک مشہور اور تاریخی قصہ ہے، جس

میں حضرت مولانا عبد الحق صاحب کی کوششوں سے قیام پاکستان کے بعد دارالعلوم قائم کیا گیا ہے۔ اس دارالعلوم کو ایک لحاظ سے ان نواحی کا دارالعلوم دیوبند کہا جاستا ہے۔ زیرنظر کتاب میں اسی مشہور دارالعلوم کے مہتمم اور شیخ الحدیث حصنہت مولانا عبد الحق کی چند تقریبی اور خطبات جمع کئے گئے ہیں۔

کتاب کے اثر احمد عبدالرحمن صدقی ہیں، انھوں نے نو شہرہ صدر میں اس مقصد کے تحت "مکتبہ حکمتہ اسلامیہ" قائم کیا ہے کہ اس سے علمی و اصلاحی کتابیں شائع کی جائیں۔ مقصود کوئی تجارتی فائدہ نہیں، بلکہ ناشر نے یہ اقدام اپنے والد مرحوم کی روح کو ایصال ٹواب کے لئے کیا ہے۔

کتاب بڑے انتہام سے چھاپی گئی ہے۔ کانڈہ، کتابت اور طباعت بہت اچھی ہے۔ ضخامت ۱۷۶ صفحات۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبہ حکمتہ اسلامیہ نو شہرہ صدر، ضلع پشاور۔ کتاب کے مندرجات بڑے نصیحت آموز اور اخلاق پرور ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ دینی حلقوں میں یہ کتاب بڑی متعجب ہو گی۔ (۲۳۔۲۴)

فیروز شاہ تغلق باقیہ :-

نندگ پرمجھی اس کامل اواسطہ اثر پڑا، وہ ذمی تھے اس لئے ریاست کو ان کی مذہبی نندگی میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہ تھا۔ ان کے حقوق محفوظ و مصون تھے، لیکن اسلامی ریاست کے مطابق کسی اسلامی حکومت کے اندر مسلمانوں کی آبادی میں ہندوؤں کو مندرجہ بنانے کا حق نہ تھا۔ تغلق پور، صالح پور اور کوہاٹ کو خود فیروز شاہ نے آباد کیا تھا، اس لئے جب دہلی ہندوؤں نے نئے مندرجے کے توان کو فیروز شاہ نے منہدم کر دیا، پھر اس کا سبب یہی تھا کہ یہ مندرجہ اخلاقی کے اڑے بن گئے تھے۔ ان کے میلوں میں ہندو اور مسلمان دونوں متریک ہوتے تھے۔ عمر تین یا چھتیں، اس لئے یہ مندرجہ عبادات گاہوں کی بجائے شیطنت کے مرکز بن گئے تھے۔ اسی لئے فیروز شاہ نے اسلامی اور اخلاقی جذبہ کے تحت ان محظب اخلاق اذوں کو منہدم کر دیا۔ یہ الگ سوال ہے کہ فیروز شاہ کو عوام کی بد اخلاقی کروڑ کرنے کا حق تھا یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فیروز شاہ نے جو کچھ کیا، اس میں مذہبی جنون کو داخل نہ تھا بلکہ محسن عوام کے اخلاق کو سنوارنے کے لئے ایسا کیا تھا۔ اگر اس میں مندرجہ کے اہتمام کا جذبہ ہوتا تو ہندوستان کے سارے مندرجہ دونوں کو سیار کر دیتا، لیکن اس نے ایسا شد کہا۔ بلکہ جنون کے حق تھا کہ سارے میاں اور تمام مندرجہ محفوظ طارے۔